نماز کے ممنوع اوقات

اور عصر کے بعد نوافل پڑھنے کا مسئلہ

نمازِ جنازہ کا مسنون طریقہ

تحریر: مولانا حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

زوال کے وقت نماز ممنوع ہے۔ دوسرا ممنوع وقت فجر کی نماز کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے تک ہے جس میں نفلی نماز پڑھنی جائز نہیں اور طلوع ہونے سے مراد اس کا ایک یا دو نیزے کے برابر بلند ہونا ہے اور سورج طلوع ہوتے ہی نہایت تیزی سے بلند ہوتا ہے، اس لیے ایک نیزے کے برابر بلند ہونے میں اس کو زیادہ دیر نہیں لگتی۔ بنا بریں آٹھ، دس منٹ کے وقفے کے بعد نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ البتہ جو شخص فجر کی سنتیں جماعت سے پہلے نہیں پڑھ سکا، وہ جماعت کے بعد پڑھ سکتا ہے کیونکہ جماعت کے ہوتے ہوئے جو لوگ سنتیں پڑھتے رہتے ہیں، یہ حدیث کے بھی خلاف ہے اور خود فقہ حنفی کے بھی خلاف ہے جس کی پابندی کے وہ دعوے دار ہیں کیونکہ حدیث رسول کی ان کے ہاں کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اس رواج عام میں فقہ حنفی کی مخالفت کے علاوہ دو حدیثوں سے اعراض اور گریز کیا جاتا ہے۔ ایک تو یہ فرمانِ رسول ﷺ کہ ''جب نماز (با جماعت) کھڑی ہو جائے تو سوائے اس فرض نماز کے کوئی نماز نہیں۔'' [صحیح مسلم: ۷۱۰] دوسری تقریری حدیث ہے جس سے انکار پر ہی مذکورہ رواجِ عام کی بنیاد ہے، وہ یہ ہے کہ ایک صحابی نے فجر کے فرض پڑھنے کے بعد فجر کی دو سنتیں پڑھیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابی سے پوچھا تم نے یہ کون سی نماز پڑھی ہے؟ تو اس نے بتلایا کہ میری فجر کی سنتیں رہ گئی تھیں، وہ پڑھی ہیں، یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے۔ [سنن دار قطنی: ۱/ ۳۸۳]

حضرات احناف کے نزدیک فجر کے بعد سنتیں پڑھنا جائز نہیں ہے جب تک کہ سورج نہ نکل آئے، چنانچہ یہ حضرات جماعت کے ہوتے ہوئے فجر کی سنتیں پڑھتے رہتے ہیں اور یہاں قرآن کی یہ آیت بھی (مذکورہ حدیث کے علاوہ) ان کو یاد نہیں رہتی ﴿وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا﴾ [الاعراف: ۲۰۴] جس کا حوالہ وہ فاتحہ خلف الامام کی احادیث صحیحہ اور قویہ کو رد کرنے کیلئے بڑے شد و مد سے پیش کرتے ہیں۔ **ھداھم اللہ تعالی**.

تیسرا ممنوع وقت مغرب سے کچھ دیر پہلے کا ہے اور وہ چاہے سورج کے زرد ہونے سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک، یعنی عصر کے کچھ دیر بعد اور یہ نماز عصر کا بھی مکروہ وقت ہے، اس وقت عصر کی نماز کو

رسول اللہ ﷺ نے منافق کی نماز قرار دیا ہے فرمایا ''یہ منافق کی نماز ہے، بیٹھا ہوا سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا، یعنی غروب ہونے لگتا ہے تو اٹھتا ہے اور چار ٹھونگے مار لیتا ہے جس میں اللہ کا ذکر بھی برائے نام ہی کرتا ہے۔'' [صحیح مسلم: ۶۲۲]

نماز عصر کو اتنی تاخیر سے ادا کرنا سخت ناپسندیدہ ہے اور یہی وقت نوافل کی ادائیگی کا بھی وقتِ ممنوع ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔

عصر کے بعد نوافل مطلقاً ممنوع نہیں

عام طور پر مطلقاً یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ عصر کے بعد نوافل ممنوع ہیں، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ بات مشہور کیوں ہوگئی ہے؟ اس کی وجہ بعض احادیث کے وہ الفاظ ہیں جن میں عموم پایا جاتا ہے، مثلاً (أن النبی ﷺ نهى عن الصلاة بعد الصبح حتى تشرق الشمس و بعد العصر حتى تغرب)[صحیح بخاری: حدیث، ۵۸۱] ''نبی ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز (نفل) پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔''

اس حدیث اور اس کے ہم معنی دیگر احادیث میں مطلقاً دونوں اوقات میں نفلی نماز سے منع فرمایا گیا ہے، فجر کے بعد بھی اور عصر کے بعد بھی۔ لیکن دوسری احادیث سے اس اطلاق (حکم عام) میں تخصیص ثابت ہوتی ہے، مثلاً فجر کی نماز کے بعد اس شخص کیلئے فجر کی دو سنتیں پڑھنا جائز ہے جو فرض نماز سے پہلے نہیں پڑھ سکا۔ اس طرح یہ ایک تخصیص ہوگئی جو دوسری حدیث سے ثابت ہے جو سنن دار قطنی کے حوالے سے بیان ہو چکی ہے۔

اسی طرح بعد العصر (نماز عصر کے بعد) کا مسئلہ ہے۔ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے، اس کی وجہ (پہلے پہل) آپ نے یہ بیان فرمائی کہ نماز ظہر کے بعد وفد عبد القیس آ گیا تھا، اس کے ساتھ گفتگو اور مسائل کی توضیح و تعلیم کی وجہ سے ظہر کی یہ دو سنتیں رہ گئی تھیں جو میں نے اب پڑھی ہیں، یعنی پہلے یہ قضاء پڑھیں، پھر ان کو نبی کریم ﷺ نے معمول بنا لیا کیونکہ آپ ﷺ ہر عمل پر مداومت کرنا پسند فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''جب تک رسول اللہ ﷺ اللہ سے نہیں جا ملے، یہ دو رکعت عصر کے بعد ادا فرماتے رہے۔ [صحیح بخاری: حدیث، ۵۹۰-۵۹۳]

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نماز عصر کے بعد یہ دو رکعت بطور

نفل پڑھتے رہے، حافظ ابن حزم رحمہ اللہ نے ۲۲ صحابہ کے اسمائے گرامی ذکر کیے ہیں جن سے یہ عمل ثابت ہے۔

انہی احادیث و آثار کے پیش نظر فقہائے حدیث و علمائے اہل حدیث نے وضاحت کی ہے کہ نماز عصر کے بعد قضا شدہ نماز، نمازِ جنازہ، تحیۃ الوضوء اور تحیۃ المسجد کا دوگانہ، نماز کسوف وغیرہ کا پڑھنا جائز ہے۔ اس کو وہ سببی نماز سے تعبیر کرتے ہیں، یعنی خاص سبب اور وجہ سے عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنا صحیح ہے۔

علاوہ ازیں ایک اور حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے اور سنداً صحیح ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے راوی ہیں (أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن الصلاة بعد العصر الا والشمس مرتفعة)[سنن أبی داؤد: حدیث، ۱۲۷۴] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد (نفلی) نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے ہاں جب سورج بلند ہو تو پڑھی جاسکتی ہے۔'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث سنن نسائی میں اور زیادہ واضح الفاظ میں آئی ہے (نهى رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن صلاة بعد العصر الا أن تكون الشمس بيضاء نقية مرتفعة" [سنن نسائی: حدیث، ۵۷۴] ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا ہے ہاں اگر سورج خوب روشن (سفید) صاف اور بلند ہو تو جائز ہے۔'' امام ابوداؤد اور امام نسائی دونوں ائمہ حدیث نے مذکورہ حدیث پر جو عنوان تجویز کیا ہے، اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ان دونوں ائمہ کے نزدیک نماز عصر کے بعد نفلی نماز پڑھنا جائز ہے۔ اس کی تائید ایک اور حدیث سے ہوتی ہے جسے امام ابن حزم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ یہ حدیث حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں (لم ينه عن الصلاة الا عند غروب الشمس)[المحلی: ۳/۲۰، السلسلة الصحيحة: ۱/۳۴۳] ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (عصر کی نماز کے بعد) صرف غروب شمس کے وقت نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔'' امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی ''صحیح'' میں ایک باب قائم کیا ہے (باب ما يصلى بعد العصر من الفوائت و نحوها) ''عصر کے بعد فوت شدہ اور ان جیسی دیگر نمازوں کے پڑھے جانے کا بیان۔''

امام ابن المنیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ترجمۃ الباب (عنوان) سے بظاہر امام صاحب کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ سببی نماز کا عصر کے بعد پڑھنا جائز ہوگا (جیسے قضا شدہ نماز، تحیۃ المسجد وغیرہ) غیر سببی نہیں اور نحوها کے اضافے سے یہ مقصود ہے کہ اہم نوافل بھی ادا کیے جاسکتے ہیں۔

اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ چار روایات درج کی

ہیں جن میں انہوں نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تا دمِ واپسیں عصر کے بعد ہمیشہ دو رکعت ادا فرماتے رہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان احادیث کی شرح میں فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے نماز عصر کے بعد ہمیشہ (تا وفات) دو رکعت کی ادائیگی سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ سمجھا کہ عصر کے بعد غروبِ شمس تک (نفلی) نماز پڑھنے کی ممانعت صرف اس شخص کیلئے مخصوص ہے جو غروبِ شمس کے وقت نماز پڑھنے کا ارادہ کرے، یہ حکم ہر شخص کیلئے (مطلق) نہیں ہے، اس لیے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بابت مذکورہ وضاحت فرمائی اور وہ خود بھی نماز عصر کے بعد نفل پڑھا کرتی تھیں اور عبدالعزیز بن رفیع کہتے ہیں کہ میں نے (حضرت عائشہ کے خواہر زادے) عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ وہ عصر کے بعد دو رکعت پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتلایا ہے کہ نبی ﷺ یہ دو رکعت ان کے پاس آ کر ضرور پڑھتے تھے۔ گویا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کے اس عمل سے وہی کچھ سمجھا جو اُن کی خالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا۔ واللہ اعلم۔ [فتح الباری مذکور:۶:۸۷]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت آتا ہے کہ وہ نماز عصر کے بعد دو رکعت پڑھنے سے منع فرماتے اور ایسا کرنے والوں کی گوشمالی کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی اس معاملے میں ان کے ہم نوا اور معاون تھے لیکن جب ان کو بتلایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سے یہ عمل ثابت ہے تو انہوں نے اس امر کی تحقیق کیلئے ایک شخص کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس شخص کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیج دیا، انہوں نے اس کا جواب اثبات میں دیا تو انہوں نے آ کر ان صحابہ کو بتلایا جو اس سے لاعلم تھے۔

علاوہ ازیں مصنف عبدالرزاق میں آتا ہے کہ حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عمل سے منع کیا اور خلافت کے اختیارات استعمال کیے تو زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان نوافل سے سختی کے ساتھ روکنے کی وجہ پوچھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا (**یا زید! لو لا انی اخشی ان یتخذھما الناس سلما الی الصلاۃ حتی اللیل لم اضرب فیھما**) ''زید! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ عصر کے بعد نماز (دو رکعت نفل) کے جواز کو اس حد تک پہنچا دیں گے کہ رات (سورج کے غروب ہونے) تک لوگ نوافل پڑھتے رہیں گے (حالانکہ غروب کے وقت پڑھنا قطعاً جائز نہیں ہے) اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان دو رکعت پر ان کی سرزنش نہ کرتا۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کر کے لکھتے ہیں (فلعل عمر رضی اللہ عنہ کان یری أن النھی عن الصلاۃ بعد العصر انما ھو خشیۃ ایقاع الصلاۃ عند غروب الشمس) [فتح الباری: ۸۶/۲] ''شاید حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ نماز عصر کے بعد نماز کی ممانعت صرف اس اندیشے کے پیش نظر کی گئی ہے کہ لوگ غروبِ شمس کے وقت بھی نماز نہ پڑھتے رہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں (و روی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما تحریم الصلاۃ بعد الصبح حتی تطلع الشمس و اباحتھا بعد العصر حتی تصفر و بہ قال ابن حزم رحمہ اللہ) ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت مروی ہے کہ وہ صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک نماز (نوافل) پڑھنے کو حرام اور عصر کے بعد سورج کے زرد ہونے تک (نفل) نماز پڑھنے کو جائز سمجھتے تھے۔ حافظ ابن حزم رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل ہیں۔'' [فتح الباری: ۸۴/۲]

صاحب عون المعبود علامہ شمس الحق ڈیانوی رحمہ اللہ اور شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ احادیث و دلائل کی بنیاد پر اسی مؤقف کا اثبات کیا ہے جو اوپر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہوا ہے (عون المعبود: ۴۹۲/۱، ۴۹۳۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی: ۲۴۱/۱، ۲۴۴]

ملحوظہ: مسئلہ زیر بحث میں ہم نے قدرے تفصیل سے اس لیے گفتگو کی ہے کہ نماز عصر کے بعد نوافل کی ادائیگی کو بالعموم ممنوع اور ممانعت کی احادیث کو مطلق سمجھا جاتا ہے جبکہ واقعہ ایسا نہیں ہے۔ دوسری احادیث سے اس اطلاق میں تخصیص ہو جاتی ہے جس کی تائید عمل صحابہ سے بھی ہوتی ہے اس لیے عصر کے بعد نوافل کی ممانعت والی احادیث، اصفرارِ شمس کے وقت پر محمول کی جائیں گی، یعنی عصر کے بعد نوافل اس وقت ممنوع ہوں گے جب سورج زرد ہو جائے گا اور غروب تک وقتِ ممنوع ہوگا، اس سے پہلے نوافل جائز ہوں گے، واللہ اعلم۔

چوتھا ممنوع وقت، عین طلوع و غروب شمس کا وقت ہے۔ اس وقت میں نہ نفلی نماز جائز ہے اور نہ فرضی نماز۔ سورج کے غروب ہوتے ہی بلا تاخیر مغرب کی اذان دے دی جائے اور دو رکعت نفل پڑھ کر مغرب کی نماز پڑھ لی جائے، البتہ سورج کے طلوع ہوتے ہی نماز نہ پڑھیں جب تک وہ ایک یا دو نیزے کے برابر بلند نہ ہو جائے۔

یہاں ایک اور مسئلہ سمجھ لیا جائے کہ اگر کبھی کسی کی فجر کی نماز لیٹ ہوگئی اور وہ اس نے اس وقت شروع کی کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد سورج کے طلوع ہونے کا وقت ہوگیا تو اس کی نماز صحیح ہے، وہ دوسری رکعت بھی پوری کرلے۔ اسی طرح عصر کی نماز کبھی اگر لیٹ ہوگئی ہے اور اس نے اتنی تاخیر سے نماز پڑھنی شروع کی ہے کہ ایک رکعت کے بعد سورج کے غروب ہونے کا وقت ہوگیا تو وہ بھی نماز پوری کرلے، اس کی نماز بھی صحیح ہوگی۔

اس کی دلیل درج ذیل حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا(**من أدرک من الصبح رکعةً قبل أن تطلع الشمس فقد أدرک الصبح و من أدرک رکعةً من العصر قبل أن تغرب الشمس فقد أدرک العصر**) ''جس نے فجر کی سورج کے طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی، اس نے صبح کی نماز پالی اور جس نے عصر کی سورج کے غروب ہونے سے پہلے ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔'' (یعنی ان کی یہ نمازیں قضا نہیں ہوئیں)۔ [صحیح بخاری: حدیث، ۵۷۹] لیکن یہ رعایت صرف ایسے لوگوں کیلئے ہے جن سے اتفاقیہ طور پر نماز لیٹ ہوگئی ہو، ورنہ کسی مخلص مومن سے تو بلا وجہ محض تساہل سے اتنی تاخیر کی توقع ہی نہیں۔

مکۃ المکرمہ میں ہر وقت نوافل ادا کیے جاسکتے ہیں

لیکن محدثین کے نزدیک مکۃ المکرّمۃ میں ہر وقت نماز پڑھنی جائز ہے، یعنی وہاں تینوں مکروہ اوقات (بعد نماز فجر و عصر اور زوال کے وقت) میں بھی نوافل بالخصوص بعد الطّواف دوگانہ ادا کرنا جائز ہے جس کی دلیل حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا(**یا بنی عبد مناف لا تمنعوا أحدا یطوف بھذا البیت و یصلی أی ساعة شاء من لیل أو نھار**) ''اے اولادِ عبد مناف! اس گھر (بیت اللہ) کا طواف کرنے سے کسی کو مت روکو اور وہ رات یا دن کی جس گھڑی میں چاہے نماز پڑھے۔'' [سنن أبي داوٗد: ۱۸۹۴]

البتہ اگر سورج طلوع یا غروب ہونا شروع ہوگیا تو عین طلوع شمس یا غروب شمس کے وقت نماز پڑھنی ممنوع ہے۔ ایسی صورت میں انتظار کیا جائے اور طلوع و غروب کے بعد نماز پڑھی جائے۔ طلوع شمس کے وقت کے 10 منٹ بعد جبکہ سورج نیزے کے برابر بلند ہوجائے، نماز کا پڑھنا جائز ہوگا، اتنے وقفے میں

سورج کافی بلند ہوجاتا ہے۔

نماز کی قضا کے بعض مسائل

قضا شدہ نماز یا نمازوں کی ادائیگی میں ترتیب کا خیال رکھا جائے، نماز میں بغیر عذر شرعی کے تاخیر کرنا یا دو دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں ہے، یہ کبیرہ گناہ ہے۔ ہاں اگر کسی موقع پر واقعی عذر کی وجہ سے ایک، دو یا تین نمازیں رہ جائیں تو ان کی ادائیگی میں ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے، مثلاً کسی کی ظہر یا مغرب کی نماز رہ گئی تو وہ پہلے ظہر کی نماز پڑھے، پھر عصر کی، عشاء کی نماز سے پہلے مغرب کی نماز ادا کرے، پھر عشاء کی۔

ہاں اگر وہ مسجد میں ایسے وقت میں گیا ہے کہ وہاں مثلاً عصر کی جماعت یا عشاء کی جماعت ہو رہی تھی جبکہ اس نے ظہر یا مغرب کی نماز بھی نہیں پڑھی تھی، ایسی صورت میں وہ جماعت کے ساتھ پہلے وہ نماز پڑھ لے جو وہاں ہو رہی ہو اور اس کے بعد وہ ظہر یا مغرب نماز ادا کرے۔ علمائے کرام نے اس کی بعض اور صورتیں بھی بیان فرمائی ہیں لیکن یہ ان میں آسان ترین صورت ہے۔ البتہ اس طرح ترتیب قائم نہیں رہتی لیکن چونکہ اس کی ایک معقول وجہ ہے اور وہ ہے جماعت کا ہونا، اس لیے یہاں جماعت کو ترتیب کے مقابلے میں ترجیح ہوگی۔ اگرچہ امام اور مقتدی کی نمازوں میں نیتوں کا فرق ہے، ایسے موقع پر یہ فرق بھی اہمیت نہیں رکھتا۔

ہاں، جماعت کا مسئلہ نہ ہو، انفرادی طور پر دو یا تین نمازیں اکٹھی پڑھنی ہوں یا قافلے کی صورت ہو جیسے سفر میں ہوتا ہے اور پورے قافلے نے نمازیں ملا کر پڑھنی ہوں تو ان دونوں صورتوں میں ترتیب ضروری ہوگی۔ انفرادی صورت میں ترتیب وار یکے بعد دیگرے نمازیں ادا کی جائیں، البتہ قافلے کی صورت میں باجماعت قضا کی ادائیگی ہوگی تو بالترتیب ہر نماز نئی تکبیر کے ساتھ ادا کی جائے گی۔ جیسے جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی چار نمازیں رہ گئی تھیں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔ آپ ﷺ نے چاروں نمازیں عشاء کے بعد بالترتیب باجماعت ادا فرمائیں۔ ایک مرتبہ اذان دی گئی، پھر اقامت کہہ کر ظہر، پھر اقامت کہہ کر عصر، پھر اقامت کہہ کر مغرب اور پھر اقامت کہہ کر عشاء کی نماز ادا کی گئی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس موقع پر دو نمازیں (عصر اور مغرب) رہ گئی تھیں جنہیں مغرب کے بعد ترتیب وار ادا کیا۔ [جامع ترمذی: حدیث: ۱۷۹، ۱۸۰]

ملحوظہ: ایک قضا کی صورت اور ہے اور وہ یہ کہ ایک شخص سالہا سال تک نماز نہیں پڑھتا پھر اللہ تعالیٰ اس کو توبہ کی توفیق دے دیتا ہے تو اب وہ کیا کرے؟ پچھلے ۲۰، ۲۵ سالوں کی نمازوں کی قضا دے؟ قضا دے تو کس طرح دے؟ یا خالص توبہ ہی اس کیلئے کافی ہے؟ تو اس کیلئے سچی توبہ ہی کافی ہے اور سچی توبہ کا مطلب ہے